از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ
(ضبط و ترتیب ادارہ الحق)

مقامِ شہادت

سنہ ہجری کے پہلے مہینہ کا سبق

(خطبہ جمعۃ المبارک محرم الحرام ۱۳۸۵ھ)

گذشتہ سے پیوستہ

اس مہینے کا دوسرا سبق حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی اللہ کی راہ میں جان کی قربانی دینا ہے۔ سیدنا حسن و سیدنا حسین دونوں حضورِ اقدس کی دختر مبارک خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء کے بیٹے اور حضور کے جگر گوشے ہیں نواسے ہیں جن کے ساتھ حضور کی خاص محبت و شفقت تھی۔ ایک مرتبہ حضورِ اقدس خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ یہ بچے جو تین چار سال کی عمر کے تھے۔ کھیلتے کودتے سامنے آئے، اپنے نانا کے پاس منبر کی طرف آنے لگے۔ اور چلنے میں گرتے پڑتے، تمام صحابہ کا دل پریشان ہے۔ کہ کہیں گر کر انہیں چوٹ نہ آجائے۔ ادھر خطبہ کی طرف دھیان ہے۔ حضورِ اقدس منبر سے اتر کر ان کے پاس تشریف لائے۔ گود میں اٹھایا اور فرمایا کہ یہ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ سیدا شباب اہل الجنۃ حضرت حسن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے اس بچے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں کو خونریزی سے بچائیں گے۔ یہ حضرت معاویہ کے ساتھ اُن کے صلح کرنے اور خلافت سے دستبردار ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ یہی پیشگوئی تھی کہ فوجیں آمنے سامنے تھیں۔ اور طرفین خونریزی کے لئے تیار تھے۔ کہ حضرت حسن نے معاویہ کے ہاتھ بیعت کی اور صلح کو آمادہ ہوئے کہ حضورِ اقدس کی اُمت کا خون بہنے سے بچ جائے۔ حضرت کے ساتھیوں کو اس فیصلہ سے ناگواری ہوئی۔ مگر انہوں نے اپنے نانا مبارک کی یہی پیشگوئی ان کو سنائی اور انہیں مطمئن فرما دیا۔ الغرض حضور کی ان کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا۔ کہ خطبہ کے دوران ان کو اٹھایا کہ کہیں انہیں تکلیف نہ

ہو جائے خطبہ کی حالت ایک خاص حالت تھی اور مسئلہ یہ ہے کہ خطبہ کے دوران سلام بھی نہ کیا جائے اور نہ سلام کا جواب دیا جائے۔ اسی طرح کوئی اذان دے رہا ہو یا تلاوت قرآن ہو رہی ہو تو سلام نہیں کرنا چاہیئے۔ نیز اگر کوئی شخص جوا کھیلنے یا دوسرے کسی گناہ میں مشغول ہو اسکو بھی سلام نہ کریں۔ پیشاب یا رفع حاجت کے دوران پاخانہ میں سلام اور رد سلام مناسب نہیں کسی شخص کے برہنہ ہونے (یعنی بدن کا وہ حصہ کھلا ہو جس کا چھپانا واجب ہے) وہ گناہ میں مبتلا ہے۔ تو اسکو بھی سلام کرنا جائز نہیں۔ آجکل مردوں میں یہ وباء عام ہے کہ وہ رانوں کو ننگا رکھتے ہیں۔ حالانکہ مرد کے بدن کا ناف سے لیکر گھٹنوں تک کا حصہ اور عورتوں کا سارا حصہ عورت ہے۔ اور اس کا چھپانا واجب ہے۔ بدقسمتی سے آجکل تمام نوجوان کرکٹ، فٹ بال، ہاکی اور کبڈی وغیرہ کھیلتے ہوئے اپنی رانوں کو کھلا رکھتے ہیں۔ جو نا جائز ہے ـــــ

شرم وحیا کا سرے سے وجود ہی نہیں رہا۔ اور مسلمانوں پر دین کی یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی گراں گذرتی ہیں۔ بے شک مسلمان ورزش کرتا ہے، جنگ وجہاد کے لئے ہر وقت تیاری کرے مگر گناہ کے طریقوں سے نہیں کہ مخلوط میچ ہوں اور ستر کے واجب اعضاء کا لوگوں کے سامنے مظاہرہ کریں۔ یہ نہ تو ورزش ہے اور نہ جہاد کی تیاریاں بلکہ بے حیائی اور نفس پرستی کے مظاہرے ہیں۔

غرض اس مہینہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی قربانیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس مہینہ اور اس کے آغاز ہی کے ساتھ سیدنا حضرت حسین نے بہتر ساتھیوں سمیت دین کی حفاظت اور ایک سنت کے بقا کی خاطر مال و دولت ملک اور وطن کو چھوڑا ـــــ خانوادۂ رسالت کے معصوم بچے اور دیگر افراد ساتھ ہیں۔ اور بالآخر کربلا کے میدان میں حق کی خاطر جان کی بازی لگاتے ہیں۔ حضرت حسین کی یہ عظیم قربانی اور شہادت کا واقعہ ساری امت کے لئے قابل رشک اور قابل فخر کارنامہ ہے۔ دسویں محرم کو پیش آیا۔ حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس تاریخ پر پچھلی امتوں پر بھی رجوع بالرحمۃ فرمائی۔ آئندہ بھی بعض اقوام پر اسی دن رحمت فرمادیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ پر اسی دن ٹھہری۔ فرعون مع لاؤ لشکر اسی دن بحیرۂ قلزم میں غرق ہوا۔ اور حضرت موسیٰ کو فرعون سے آزادی ملی۔ علماء تاریخ نے انبیاء کے تقریباً تمام واقعات کا اس دن ظاہر ہونا نقل کیا ہے۔ ویتوب فیہ علی قوم آخرین۔ اس کا ایک معنی یہ بھی ہے۔ کہ جو بھی اس دن برے اعمال سے تائب ہوا، روزہ رکھا، عبادت کی، بدعملی ترک کی، اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول فرمائے گا۔ اس دن ایک روزہ کی فضیلت اتنی آئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض پچھلے تمام سال کے وہ گناہ

معاف کر دے گا جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ یعنی حقوق العباد کے علاوہ جو بغیر ادا کرنے کے معاف نہیں ہو سکتے۔ حدیث کے اس ظاہری مطلب کے علاوہ علماء فرماتے ہیں۔ کہ اس میں حضرت حسین کی شہادت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک بہت بڑا احسان وکرم کیا کہ انہیں شہادت کا مقام دیا۔ اپنے جان خویش واقارب کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کی توفیق دی۔ امت میں ان کے ذریعہ اعلائے حق کے لئے قربانی کی ایک مثال قائم کر دی کہ جان قربان ہو مگر دین کے دامن پر کسی ایسے عمل کا دھبہ نہ لگ جائے جس کا ثبوت حضور اقدس اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں نہ ہو تو اس ماہ کا یہ عبرت انگیز واقعہ ہمیں جہاد کی تعلیم دیتا ہے۔ جس طرح ہمیں ہجرت کا سبق دکھاتا ہے۔ کہ جہاد اور ہجرت دونوں ایک ہی قسم کی چیز ہیں　　اللہ کی راہ میں ملک وطن گھر بار کی قربانی اور دوسری جان کی قربانی اور جہاد میں ایک گونہ ہجرت بھی ہے۔ اور ہجرت میں جہاد نفس موجود ہے حضرت حسین نے اپنے عمل سے سکھایا کہ اللہ کی راہ میں قربانی کے لئے تیار رہو۔ اگر وہ دنیاوی عزت اور دولت ومنصب پسند کرتے تو سب کچھ پا لیتے اور کوئی تکلیف نہ اٹھاتے۔ مگر ایک نظریہ اور اصول کی خاطر کہ اسکی صداقت پر ان کا یقین تھا۔ جان کو قربان کر دیا۔ اور اپنے مقصد شہادت واعلاء حق کو پا لیا جو خوشی اور فخر کا مقام ہے کہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی　　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ نہ تو رونے پیٹنے کا مقام ہے اور نہ افسوس وماتم کا۔ یہ بزدل قومیں مسلمانوں کو رونے پیٹنے کا درس دے رہی ہیں۔ یہ یہودیانہ سازشیں تھیں کہ قربانی کے عظیم اور قابل فخر کارنامے کو رونے دھونے اور ماتم کی سیاہی میں چھپا دیا گیا۔ شہادت اور پھر حضرت حسین کی شہادت۔ اتنا اونچا مقام اور سعادت مندی اور پھر اس پر رونا پیٹنا اور ماتم کرنا ایک مسلمان کا ہرگز شیوہ نہیں ہو سکتا۔ حضور اقدس نے خود تمنا کی کہ کاش میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں، پھر زندہ ہو جاؤں۔ پھر شہید ہو جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں۔ پھر شہید ہو جاؤں اسی طرح بار بار شہادت کی لذت لیتا رہوں۔ شہادت تو صرف کپڑے بدلنا ہے۔ کھدر کے خراب اور ناپائیدار کپڑے بدل کر جنت کا ابدی اور دائمی لباس پہننا ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

غرض اسلامی سنہ ہجری کے آغاز ہی میں جسطرح ہمیں اللہ کی راہ میں ہجرت کا درس دیا گیا اسی طرح اس واقعہ شہادت سے ہمیں تعلیم دی گئی کہ مسلمان اللہ کی راہ میں دین کی قربانی بھی سعادت اور ذریعۂ نجات سمجھتا ہے۔ اور مسلمان کیلئے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات نہیں ہو سکتی۔

صحابہ میں شہادت کا ذوق وشوق

صحابہ کرام میں قربانی کا عجیب ولولہ تھا اور عجیب طرح انہوں نے جذبۂ قربانی کے مظاہرے کئے

تاریخ وسیر واحادیث کی کتابیں ان کارناموں سے بھری پڑی ہیں۔ حضرت حنظلہ کے والد ابو عامر راہب منافقوں کے اونچے لیڈر تھے۔ حضرت حنظلہ کی نئی شادی ہوئی ہے، کانوں میں جہاد کی آواز پڑتی ہے، غسل جنابت بھی نہیں فرما سکے اور اسی حال میں جہاد میں شریک ہو کر شہادت پائی حضور نے لاشوں کا معائنہ کیا دیکھا کہ اسکی لاش فرشتوں نے اٹھائی ہے۔ اور سونے کے تخت پر اسے غسل دیا جا رہا ہے۔ تدفین کے بعد حضور اقدسؐ نے اسکی بیوی سے معاملہ کی حقیقت دریافت کی معلوم ہوا کہ ابھی غسل بھی نہ کرنے پائے تھے کہ کانوں میں جہاد کی دعوت پہنچی اور اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے یہ حال تھا صحابہ کے اللہ کی راہ میں قربانی کے ذوق کا۔ عمرو بن جموح پیر سے لنگڑے ہیں، معذور ہیں، جہاد کا موقعہ آیا چار بیٹے تھے اور سب کے سب جہاد میں شریک ہیں۔ انہیں بھی جہاد جانے کا شوق ہوا ان کے چار بیٹوں نے منع کرنا چاہا کہ ہم سب موجود ہیں اور آپ معذور ہیں حضور اقدسؐ کی خدمت میں آکر فریاد کی کہ بیٹے مجھے جہاد جانے سے روکتے ہیں اور میری تمنا ہے کہ لنگڑے پاؤں سے جنت میں چلوں پھروں ——— حضور نے چاروں بیٹوں کو فرمایا کہ کیا حرج ہے اگر ان کا شوق جہاد پورا ہو۔ اور شہادت انہیں نصیب ہو اور اس کو فرمایا تم پر جہاد معاف ہے کہ معذور ہو مگر جب تیری خواہش ہے۔ تو بہتر ہے۔ اجازت ملی تو خوشی سے سرشار جہاد میں حصہ لیا اور شہادت پائی۔ گھر سے نکلتے وقت دعا فرمائی۔ کہ اے اللہ مجھے تیری راہ میں شہادت کی موت ملے اور پھر میں گھر تک نہ آسکوں۔ جہاد میں اس کا بیٹا حضرت خلاد حضرت جابر کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی شہید ہوئے۔ آپ کی بیوی جن کا نام ہندہ ہے نے چاہا کہ شوہر بیٹے اور حضرت عبداللہ بن عمرو تینوں کی لاشیں مدینہ سے جاکر دفن کروں۔ اونٹ پر لاش لادی گئی مگر اونٹ کا رخ مدینہ کی جانب نہیں ہو رہا تھا۔ اور وہیں بیٹھ جاتا۔ احد کی جانب رخ کرتا۔ حضور اقدسؐ کو یہ واقعہ بیان کیا گیا اور گھر سے نکلنے کے وقت ان کی دعا کا ذکر بھی کر دیا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی دعا قبول ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندے جو خدا سے چاہیں خدا اسے قبول فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہیں احد کے دامن میں دفن کر دئے گئے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں۔ کہ جنگ احد سے ایک روز قبل حضرت عبداللہ بن جحش نے مجھے فرمایا کہ کل جہاد ہوگا۔ آیئے! دونوں مل کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور دونوں ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہیں۔ چنانچہ ایک طرف جاکر دعا کرنے لگے۔ حضرت سعد فرماتے ہیں۔ کہ پہلے میں نے دعا

کی کہ یا اللہ کل میدانِ جہاد میں ایک مضبوط اور قوی کافر سے میرا مقابلہ ہو اور میں بالآخر اسے قتل کر ڈالوں اور اس کے اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کروں۔ اسطرح اسلام کا نام اونچا ہو۔ حضرت عبداللہ نے میری دعا پر آمین کہا۔ پھر حضرت عبداللہ بن جحش نے دعا کی جس کے الفاظ یہ تھے :

اللّٰھم ارزقنی غدا رجلا شدید ابأسہٗ	اے اللہ کل جب لڑائی ہو تو میرے مقابل
شدیداً حرزہٗ اقاتلہ فیک ویقاتلنی	مضبوط اور طاقتور کافر آئے۔ میں اس سے
فیقتلنی ثم یأخذنی فیجدع انفی واذنی	لڑوں اور وہ مجھ سے پھر وہ مجھ پر غالب
فاذا لقیتُکَ قلت یا عبد اللہ فیما جدع	ہو کر مجھے قتل کر دے۔ پھر ناک اور کان
انفک واذنک فاقول فیک وفی رسولک	کاٹ ڈالے پھر جب میں تجھ سے ملوں تو
فتقول صدقت۔	آپ پوچھیں اے عبداللہ تیری ناک اور

کان کیوں کاٹے گئے ہیں۔ تو میں کہوں کہ اے اللہ تیری اور تیرے رسول کی راہ میں ایسا ہوا تو آپ فرمائیں کہ تو نے سچ کہا۔

سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ انہوں نے دعا کی میں نے آمین کہا کل لڑائی میں ایسا ہی ہوا حضرت عبداللہ اس کیفیت سے شہید ہوئے۔ ان کے اعضاء اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے۔ ان کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ حضرت عبداللہ کی تدفین حضرت امیر حمزہ سید الشہداء کے ساتھ ایک ہی قبر میں ہوئی۔ دو ضعیف العمر بوڑھے صحابہ کو بھی رسول اللہ نے جہاد سے روک دیا جن میں ایک حضرت حذیفہ کے والد یمان تھے۔ دونوں چپکے سے مجاہدین کے پیچھے گئے اور جہاد میں شریک ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید کی زندگی جہاد اور کفار کی سرکوبی میں بسر ہوئی بدن کا کوئی حصہ تلوار خنجر اور تیروں کے وار اور نشان سے خالی نہیں تھا۔ مگر موت بستر پر آئی تو رونے لگے کہ اے اللہ تمام زندگی میری کفار کے مقابلہ میں گذری اب میں چارپائی پر مر رہا ہوں۔ غم انہیں یہ ہے کہ میرا جسم اللہ کی راہ میں شہید ہو کر کیوں خرچ نہ ہوا۔ تو جو چیز اپنے مصرف و محل میں خرچ ہو جائے تو حقیقی کامیابی و خوشی ہوتی ہے۔ بے جا استعمال ایک پیسہ کا بھی ہو جائے تو اسی پر افسوس ہونا چاہیے۔ تو حضرت حسینؓ بھی اللہ کے دین اور اپنے نانا کی ایک سنت کی احیاء کی خاطر میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ اور حق تعالیٰ کی دی ہوئی جان اور جسم کو اپنے موقعہ و محل میں لگا دیا۔

بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتاھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب سے رزق دئے

جاتے ہیں) اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے۔ خوش ہونے والے ہیں۔ اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے اس لئے کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے)

شہادت کی لذت ایسی ہے۔ کہ شہادت پانے کے بعد شہید کو بار بار زندہ ہوکر دوبارہ شہید ہونے کی تمنا ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ الجہاد ماضٍ الی یوم القیامۃ۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ کہ خواہ بادشاہ عادل ہو یا ظالم مگر تم کفار سے جہاد کرتے رہو۔ اسلام اور دین کی حفاظت کا تمام مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ تو جہاد بادشاہ کے عادل ہونے پر موقوف نہیں۔ حاکم فاسق ہو یا عادل جہاد میں سستی نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ بادشاہ اور حکام تو آتے جاتے رہتے ہیں۔ مگر اسلامی مملکت کی حفاظت اور اسلام کی اشاعت ہر حال میں ضروری ہے۔ فاسق امیر کو بدلا جا سکتا ہے۔ لیکن جب کافروں کو غلبہ حاصل ہو جائے تو پھر ان سے نجات مشکل کام ہے۔ اس لئے اگر ایک بالشت زمین پر بھی کافروں کا قبضہ ہو تو ساتھ والے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ اگر ان سے نہ ہو سکے تو جو نزدیک ہوں ان پر مدافعت لازم ہے۔ اسیطرح روئے زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک رہنے والے مسلمانوں تک اس کی فرضیت پہنچ جاتی ہے۔ پھر مسلمانوں کے جہاد کا مقصد ملک گیری اور غیروں پر حکومت نہیں۔ بلکہ اللہ کی سرزمین کو ظلم وستم اور کفر وشرک سے خالی کر کے سلطنت خداوندی کا قیام اور نظام عدل جاری کرنا ہے۔ ہمیں زمین کا قبضہ مقصود نہیں بلکہ اللہ کے دین کی اشاعت مطلوب ہے۔ حضرت حسینؓ بھی دنیاوی اغراض اور اقتدار کے لالچ میں نہیں لڑے بلکہ لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا۔ (تاکہ اللہ کا نام اور دین سربلند ہو)

ایمان کی جلاء اور نفس کی صفائی جہاد ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ نیز حضور اقدسؐ نے ایک جہاد سے واپسی کے دوران صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ تم جس وادی سے گذرتے ہو اس حال میں مسلمانوں کی دعائیں اور ہمدردیاں تمہارے شریک رہتی ہیں۔ جو ضعف یا دوسرے اعذار کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کر سکے وہ لوگ جہاد کے ثواب اور فضیلت میں بھی تمہارے شریک ہیں بغرض اسلام کی سربلندی اور دین کی اشاعت کی خاطر ہر وقت جہاد کے جذبہ سے سرشار رہنا چاہیئے۔ آج اگر ہمیں فکر ہے تو کارخانوں کا، دنیاوی ترقیات کا، کافر اقوام کی تقلید واتباع کا لیکن اسلام کا نام بھی نہیں لیا جاتا۔ سوائے اپنی اغراض کے ——— دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مسخ شدہ قلوب کو اسلام کی جانب پھیر دے اور اسلام کا جھنڈا اس ملک اور دیگر ممالک میں سربلند ہو۔ اے اللہ تو نے محض اپنے فضل وکرم سے ہماری آبرو رکھی اور رحمت کے پردوں سے ہمارے عیوب کو دشمن پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ اب ہمیں توفیق دے کہ تیرے شکر گذار بنیں۔ اور خدمت دین اور اشاعت اسلام کی توفیق عطا فرما اور عالم اسلام کو کفار کے شر وفساد سے محفوظ رکھ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحبہ اجمعین۔